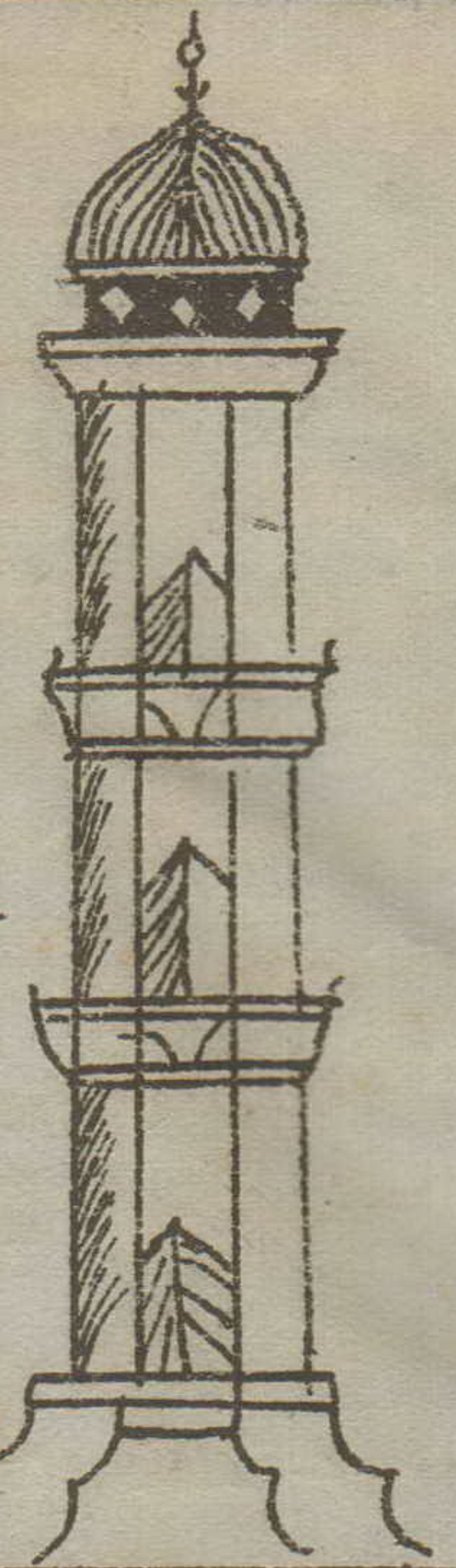




بجرام از قوت زوریک شب چایا برنا بند ز کرم نشا و (الہامیہ مودود)



زادہ سی با بر پانچ شیبہ م

قادیان

طیر قاسم علی اختری

جدید سالانہ

طلباء و شاہی
عام - محاذین - عام - مدرسہ - کراچی

دیکھو بڑے
شہر
کراچی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۱ قادیان مورخہ اپریل ۱۹۲۸ء مطابق ۱۳۴۷ھ شمیر اول

ترادول تو ہے صنم آشنا تجھ کو کیا ملیگا نماز میں

(از مولوی یوسف کشادہ متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

ترادول ہے اندوں مبتلا شب روز دولت و آرز میں

ترادیں ہے پنجہ بغیر میں تو ہے خوشی و غم میں

سوکا میا بی کا ہے یہ گر کر دو لکھ عشق خدا سے بڑ

کسی بغیر سے نہ لگاؤ دل دھڑاکیا ہے عشق مجاز میں

اٹھو اب نہ برسر کیں رہو مدد اشاعت دیں کہ

نہری صدا یہ نہیں کہو ہے فلاح دیں اسی راز میں

ہو ادیں پہ جملہ دشمنان علماء کچا تے میں اپنی جاں

دل احمدی بھلا ان دنوں جگے کیوں سوز و گداز میں

بے شوق خدمت دین خود بنوا ز عیال و وطن جدا

تو وہ شور دہر میں کر بیا لگے آگ دور و دراز میں

جو ہے دعویٰ صدیق آشنا کر دم بلاغ کا حق ادا

یہی دین ہے دین خدا نما کہو ہر نشیب و فراز میں

جو خدا کا بندہ کرے دعا شریف قبول نہ ہو عطا

ذرا سوچ فاتح بینوا کی کیا ہے بندہ نواز میں

کسی احمدی سے یہ ماجرا دُراٹن ہے کیا اثر دُعا

ترادول تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا تماز میں

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت بظہیر
تعلیٰ اچھی ہے۔

(۲) حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا بخیریت ہیں۔ مکرہ نانی جان والدہ حضرت اکثر
میر محمد اسماعیل صاحب قلیل ہیں۔ ان کی صحت کے لئے احباب دعا فرما دیں

(۳) مکرہ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے قادیان سے مشرق کی جانب
عالی شان پختہ کو ٹہی تمیر فرمائی ہے۔ اور مخدومی چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے

نے اپنی زرخیز اراضی موضع بسینی کے حرد دیں جہاں کنواں ہی زراعت کے
لئے لگایا تھا۔ ایک خوبصورت مکان پختہ تعمیر کرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر دو بزرگان اور

ان کے خاندان کیلئے یہ جدید تعمیرات بابرکت ہوں۔ اور خدا کی رحمتیں انہیں نازل ہوں دونوں
بزرگ سو اپنے جملہ متعلقین کے ان مکانات میں تشریف لے گئے ہیں۔ خاکسار ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

دونوں بزرگوں کو میا کر کیا و عرض کرتا ہے۔
(۴) آج کل تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء انٹرنس امتحان بٹالہ میں ہو رہا ہے احباب
سب کی کامیابی کے لئے دعا فرما دیں۔

(۵) مجلس شریعت کا اجلاس آج سے شروع ہو گیا ہے۔
(۶) جدید ریلوے لائن جو بٹالہ سے قادیان آنی والی ہے پڑی۔ بن رہی ہے۔

ایر ہے کہ انشاء اللہ سالانہ جلد تک تیار ہو جائے گی۔

ہدایت الزوجین

زبانہ حال کے مسلمانوں کی جب سے دنیاوی ترقی محکوس ہوئی ہے۔ اسلامی شعائر اور نبوی خصائل ہی انکو ہول گئے۔ معمولی مشاغل کا روزہ سے غفلت تو کوئی بڑی بات ہی نہیں۔ ایسے امور میں ہی جن کی اصلاح باعث آسائش زندگی ہو ان کی ناپرواہی کی انتہا نہیں۔ مثلاً بیوی خاوند کا تعلق جو انسان کی راحت کے حصول کا ایک بہاری ذریعہ ہے۔ آجکل سے بلائے سفر بہ دور خانہ جنگی مصداق بن رہا ہے۔ اگر ایک طرف شوہر فشاکی ہے کہ بیوی ناموافق ہے۔ تو دوسری طرف زوجہ نالاں ہے۔ کہ خاوند ظالم ہے۔ غرض کوئی کسی وجہ سے نالاں ہے۔ اور کوئی کسی حیثیت سے ظالم۔

اس لئے مینے مناسب جانا کہ فاروق میں عوام کی آسماں کیلئے خاوند اور بیوی کے حقوق شرعی مختصر بیان کر دوں۔ شاید کسی ناظر فاروق کو فائدہ پہنچے۔ و باللہ التوفیق۔

فضیلت نکاح نکاح کی اس سے زیادہ کیا فضیلت ہوگی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ نکاح کرنا میری سنت ہے۔ جو شخص میری سنت کو چھوڑے گا۔ اس سے مواخذہ ہوگا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ کہ تم حاجت کے وقت نکاح کرو۔ اور اگر خرچ کے متحمل نہیں ہو سکتے تو قرض لیکر بھی خرچ کرو۔ خدا تمہارا قرض اتروادے گا۔ ایک حدیث میں فرمایا ہے۔ کہ نکاح انسان کی آنکھ کو ناجائز دیکھنے سے نیچے کر دیتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ جو شخص پاک ہو کر خدا سے ملنا چاہے۔ وہ نکاح کرے۔ ایک حدیث میں یہ ارشاد ہے۔ کہ جس کی لڑکی بارہ سال کی ہو جائے۔ اور وہ اس کا نکاح نہ کرائے پھر جو کچھ اس لڑکی سے بڑائی سرزد ہوگی۔ اس کا گناہ باپ کے ذمہ ہے۔

غرض جب لڑکا اور لڑکی بالغ ہو جائے۔ تو جلد ان کا

نکاح کر دینا چاہیے۔ اور جائز ہے۔ کہ نکاح کر نیسے پہلے نکاح کر نیوالا اس عورت کو خود دیکھ لے۔ اور اگر کسی وجہ سے نہ دیکھ سکے۔ تو اپنی طرف سے کسی کیل مرد یا عورت کو پہچان کر لے تاکہ بعد میں کوئی رنجش باہمی نہ پیدا ہو۔

دعوت ولیمہ جب نکاح ہو جائے۔ تو دہمادہن کو دعوت ولیمہ رخصتانہ کرنا چاہئے۔ اور دوسرے روز دعوت ولیمہ کرے۔ نکاح سے پہلے جتنی دعوتیں ہیں سب فضول اور دنیاوی رسمیں ہیں۔ ایسی دعوتوں میں ہرگز شریک نہ ہونا چاہیے۔ ہاں یہ ضرور ہتھیں۔ کہ ولیمہ دوسرے روز ہی ہو بلکہ بوجہ عدم فرصت یا کسی جائز مانع کے تیسرے چوتھے دن ہی ہو تو جائز ہے ولیمہ کی دعوت میں کوئی حد نہیں۔ جتنقدر توفیق ہو گیا جاوے۔ شادی میں گانا بجانا سی جائز ہے۔ جس سے مقصود اعلان نکاح ہو۔ لیکن فحش گیت ممنوع ہیں۔

ولی نکاح عورت کی طرف سے باپ اگر باپ نہ ہو تو دادا اگر دادا نہ ہو تو بھائی۔ اگر بھائی نہ ہو تو چچا اور اگر چچا نہ ہو تو چچا کی کا سرپرست ہو یا امام وقت ولی ہے۔ لڑکی یا کرہ ہو یا بیوہ دونوں سے پوچھ لینا چاہیے۔ یا کرہ اگر پوپ کر رہے تو اس کی طرف سے یہی اجازت ہے لیکن بیوہ صریح اجازت لینی چاہیے۔ اگر باپ یا کوئی اور ولی نابالغ لڑکی کا نکاح کر دے اور لڑکی بالغ ہو کر اس نکاح سے ناخوشی کا اظہار کرے تو ایسی حالت میں لڑکی کو نکاح کے رکھنے یا نہ رکھنے میں اختیار ہے۔

کیسی عورت نکاح کی نکاح کے لئے جہاں تک کیسی عورت نکاح کی ہو سکے۔ دیندار عورت تلاش کرنی چاہیے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ عورت میں چار وصف قابل نکاح ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ عورت مالدار ہو تو لوگ اس کی بطح مالی خواہش کرتے ہیں۔ دوم یہ کہ کوئی شرافت قومی ہوتی ہو اس قومی شرافت کی وجہ سے بعض لوگ اس سے نکاح کی خواہش کرتے ہیں۔ سوم یہ کہ وہ خوبصورت ہو۔ سو حسن کو جو یہ سے تو اکثر لوگ فدا ہو کر دیتے ہیں۔ چہاں کہ یہ کہ وہ دیندار ہو۔ یہ وصف اگر جہاں سے لوگوں کی نظر میں قابل التفات نہیں ہوتا۔ مگر تم اسی وصف کی تلاش کرو

جہاں اس وصف والی عورت ملے اس کو غنیمت جان کر اسی سے نکاح کرو۔

نیک عورت کی پہچان حدیث میں نیک عورت کی یہ پہچان فرمائی ہے۔ کہ جب مرد اسکو حکم کرے۔ تو فوراً مانے اور جب اسکی طرف محبت سے دیکھے تو بوجہ اپنی ظاہری زیبائش کے اس کو خوش کرے۔ اگر شوہر کسی بات پر اس کی نسبت قسم ہی کھائے تو اسکو سچا کرے۔ مثلاً خاوند کسی معاملہ میں عورت سے کہدے کہ تم میری خدا کی حیت تک تو فلاں کام نہ کری گی میں کہتا نہ کھاؤں گا تو وہ عورت اس کام کو ہی خواہ وہ اس کے حق میں کیسا ہی گراں اور مشکل ہو۔ بشرطیکہ شریعت کے خلاف نہ ہو پورا کرے۔ چوتھی نشانی اور بڑی ضروری یہ ہے۔ کہ شوہر اگر اس کو گھر میں جو کچھ کہیں باہر جائے۔ تو وہ اپنی جان اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔

کیسے مرد نکاح کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب کسی مرد نکاح کرے۔ تو عورت کی طرف سے نکاح کرنا یا پیغام بھیجے تو فوراً کر دیا کرو۔ گو وہ غریب ہی ہو اگر نہ کر دے تو بڑا فتنہ برپا ہو جائیگا۔ کیونکہ اگر تم دینداروں کو چھوڑ کر بیویوں سے لڑکیوں کا نکاح کر دیتے تو ہمیشہ تمہاری لڑکیاں تکلیف میں رہتی۔ جس سے کسی طرح کے فسادوں کا اندیشہ ہے۔

افسوس کہ ہمارے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے مسلمان اہل انیوالوں نے بالکل منہ پھیر لیا۔ سب سے پہلے جو سوال ہوتا ہے کہ زیور کیا ہوگا۔ ہر کتنا ہوگا۔ پارچا کتنے ہونگے۔ جائداد کتنی ہو۔ آمدنی کیا ہے تعلیم کتنی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ بہت کم پوچھا جاتا ہے نکاح کر نیوالا دیندار ہی یا نہیں یا پوچھا جاتا ہے تو محض معمولی الفاظ میں۔ تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ ان کو دین کا خیال نہیں۔ دنیا ہی دنیا مد نظر ہے۔ دیندار کا حال معلوم کرنا تو بڑا بھاری سوال ہے۔ اتنا ہی نہیں دریافت کرتے کہ نکاح کا خواہاں نماز بھی پڑھتا ہے یا نہیں۔ ظاہری شعائر اسلام کا بھی پابند ہے یا نہیں۔ غرض دنیا کو مقدم رکھنا اور دین کو بھلا دینا بد قسمتی کی نشانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو لڑکے لڑکیوں کے نکاح کے متعلق بعد نکاح دیکھ اور منہ اور مصیبت ہی اٹھانی پڑتی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
فَکَرْتُ وَفُتُّ

فَکَرْتُ وَفُتُّ

قادیان دارالامان مورخہ ۶ اپریل ۱۹۲۸ء

فاروق کا نیا دور

الحمد للہ علی احسانہ کہ پورے ایک سال کے بعد قادم سلسلہ فاروق آپ کی توجہ سے شائع ہوا ہے اس عرصہ میں میرے دل پر جو احساس ہوتا رہا۔ وہ علام الغیوب ہی جانتا ہے۔ لیکن بعض خیر اندیش اور ہمدردان فاروق کو بھی فاروق کی جدائی کا دلی قلق تھا جس سے مجھے یہ امید ہوتی تھی۔ کہ احباب کو فاروق بھولائیں۔ انشاء اللہ کسی وقت مقدرہ پر ضرور جاری ہو جائیگا۔ آخر وہ وقت آگیا۔ کہ مخدومی چودھری فتح محمد صاحب سیال ناظر مدعوۃ و تبلیغ نے اس کو محسوس کیا۔ اور اس کے لئے افضل میں اپیل کی جس کا اثر ہمت افزا اور مفید ثابت ہوا۔ کہ بعض احباب نے دلی توجہ فرما کر حسب استطاعت خریداری پیدا کئے۔ جن کا شکریہ اسی پر میری دوسری جگہ ادا کیا گیا ہے۔ لیکن اکثر دوستوں نے ابھی تک اس طرف نظر توجہ نہیں فرمائی۔ جو غالباً اس وجہ سے کہ انکو فاروق کی اجراء کی پوری امید نہ تھی۔ اور ان کا خیال ہو گا۔ کہ جاری ہونے پر وہ امداد فرما دیں گے۔ اب یقیناً وہ دلی توجہ سے فاروق کی امداد فرما کر حضرت اللہ ثواب حاصل کریں گے۔ فاروق ایسی اپیلیں شائع کر نیکا عادی نہیں۔ جس سے دشمنان سلسلہ کو خوشی حاصل ہو۔ کہ احمیوں کا ایک اخبار تو سسکتا ہوا نظر آتا ہے۔ فاروق صرف اتنی امداد کا ملتی ہے۔

کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر اپنا بوجھ آپ اٹھا لے۔ سو اس کے لئے صرف پانسو خریداری ایک وقت میں ہو جائیں۔ تو پھر انشاء اللہ فاروق خطرہ میں نہ رہے گا۔ اس وقت تک سابقہ و جدید خریداریاں کر دو سو اٹھ خریداری ہو گئے ہیں۔ اب آپ کا کام ہے۔ کہ معمولی سی ہمت کر کے صرف تین سو خریداری مزید پیدا کر دیں۔ تو پھر مایہ ناز اور شہا سلامت فاروق خطرہ سے نکل سکتا ہے۔ بعض احباب نے امدادی رقم کا بھی وعدہ فرمایا ہے۔ جن کا میں دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ انکے مال و ایمان و محبت دین میں روز افزوں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین۔ رقم امدادی کے وصول ہونے پر اگر انہوں نے اجازت دی۔ تو انکے اسماء گرامی شکر یہ کے ساتھ فاروق میں شائع کر دیں گے۔ میرے دوستو! میں سو خریداریاں خریدی جماعت میں سے پورے کر دینا کوئی مشکل بات نہیں۔ صرف توجہ اور خیال کی ضرورت ہے۔ پس آپ خود خریداری بنیں۔ اور دوسروں کو تحریک کر کے مجبور کریں کہ وہ اپنے ایک قومی اخبار کو جاری رکھنے میں چند پیسوں کے خرچ کو برداشت کر لیں۔ میں نے اخبار تو توکل بخدا جاری کر دیا ہے۔ اور دو سو خریداریاں پر ہی جاری کر دیا ہے۔ لیکن اس کا زندہ رہنا پورے پانسو خریداری سے ہی ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ اس لئے اب آپ جو کوشش آپ کے امکان میں ہے۔ وہ صرف کر کے اپنی وسعت اور ہمت کے مطابق کسی امداد سے دریغ نہ فرمائیں۔ ہمت مردا مرد خدا! مشہور قول ہے۔ اپریل رداں کے آخر تک یقیناً سو خریداری پورے کر دو۔ اور پوری امداد دو۔ تاکہ فاروق زندہ رہے۔ اللہ تعالیٰ ہی آپ کے دلوں میں اس خدمت دین کا احساس پیدا کرے۔ اور آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ آپ اس کار خیر میں درم سے قدم سے قلم سے لسان سے بیان سے دریغ نہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کا ناصر و مددگار ہو۔ اور دارین میں جزا پر عطاء فرمائے آمین

شکر ارجو ناظر مدعوۃ و تبلیغ کی اپیل پر صاحب ذیل نے شکر ارجو خریداری عطا فرمائے جس کا شکر یہ ناظر صاحب کی طرف سے اؤ خاکسار ایڈیٹر فاروق کی جانب سے ادا کیا جاتا ہے۔ رب العزت آپ کو اس زیادہ کا جزا و امداد دین و نصرت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (۱) مکرئی شیخ فضل الرحمن صاحب ٹھیکیدار بھٹہ و سرکاری انجمن شہر ملتان نے سرپرستی فاروق کی منظور فرما کر غلہ چندہ سالانہ جو سرپرستان کی واسطے منظور کیا گیا ہے عطا فرمایا۔ جزا اہم اللہ حسن الجواز۔ (۲) شیخ فضل الرحمن صاحب نے اپنی سرپرستی کے علاوہ خریداریاں عطا فرمائیں جن کا ایک خریداری خانہ آکر غلہ چندہ خاص خریداری منظور فرما کر پانچ روپیہ چندہ سالانہ دینا منظور کیا۔ اور باقی چھ خریداریاں ان خریداریوں کے چار روپیہ عام چندہ سالانہ کی خریداری منظور فرمائی جزا اہم اللہ فی الدنیا۔ (۳) اخویم سیمٹہ عبد اللہ الدین صاحب سکندر آباد دکن نے چندہ سرپرستی تبلیغ غلہ روپیہ منظور فرما کر تین خریداریاں عطا فرمائے۔ جزا اہم اللہ حسن الجواز۔ (۴) محترم بابو شاہ عالم صاحب ریٹائرمنٹ کرکٹ کھیلنے خود خریداری منظور فرما کر ۵ خریداریاں مزید عطا فرمائے۔ جزا اہم اللہ فی الدنیا۔ اس طرح اگر احباب خصوصاً امرا جماعت باغیچہ و سرکاری صاحبان و سرکاری صاحبان تبلیغ اور دیگر ذی اثر احباب توجہ سے تکلیف گوارا فرمائیں تو چندہ یوم کے اندر اندر یقیناً تین سو خریداری کی کمی پوری ہو سکتی ہے۔ جو توجہ و امان تاب دین قوت شود پیدا۔ اگر پانسو خریداریاں میں ۵۰ خریداریاں ایسے ہوں جو فاروق کی سرپرستی منظور فرما کر دس روپیہ سالانہ چندہ سے امداد فرمائیں اور ۲۰۰ خریداریاں پانچ روپیہ سالانہ خاص چندہ عطا کریں اور باقی ۲۵۰ عام چار روپیہ سالانہ چندہ پر خریداری ہوں تو فاروق کی کل مشکلات دور ہو جائیں گی۔ کم آمدنی والے خریداریاں شہا و اچیزہ عاشر شہا ادا کر کے خریداری بن جائیں۔ مگر چندہ سب کا پیشگی وصول ہونا ضروری ہے۔ تاکہ خریداری کا غریب اخبار و دیگر اخراجات جو پیشگی ادا کرنے ضروری ہوتے ہیں۔ ادا ہو جائیں۔ احباب جو خریداریاں دہ یا تو سب چندہ وصول کر کے بذریعہ مئی آدھ دفتر فاروق میں ارسال کر دیں۔ یا وہی پی کی اجازت دیں۔ وہی پی میں ہر ماہ خرچ ہونگے۔ ورنہ مئی آرڈر کرنے میں صرف ۲ خرچ ہونگے

دیکھو اور یہ مفید معلومات

وَإِذِ الْغَنَاشَةُ عَطَلَتْ ^{ابن سعود ادنیٰ} اسی سواری کو چھو کر اپنے لئے آید اور الوہیم کی آٹھ برطانی موٹر کاروں کا ایک بیڑا تیار کرنے والے ہیں جس پر گیارہ ہزار پونڈ خرچ ہونگے۔ اعلیٰ حضرت کے آئندہ صحرائی سفر انہیں موٹروں میں طے ہوا کریں گے۔ انکے حرم کی جو بیس خواتین کے لئے بھی یہی بے دریغ موٹر کاروں کا کام میں لائے جائینگے ان کی چھتیس دھندلے تیشوں سے تیار کی جائینگی۔ اور انکے اندر ہوا کے لئے بجلی کے پنکھے نصب کئے جائیں گے۔ (ہماچل لاہور)

قرآن مجید ایک فلسطین میں سرکاری مدرسہ
 فلسطین کے اعلیٰ مدرسین کی کانفرنس اس غرض سے منعقد کی گئی تھی کہ فلسطین کے مدارس کا نظام و نصاب مقرر کیا جائے۔ اس کانفرنس میں استادا نیس حیدادی نے جو مسجی ہیں۔ ہوائیہ کے مدرسہ شافویہ کے مدرس اعلیٰ ہیں۔ یہ تجویز پیش کی کہ سرکاری مدرسوں کے اعلیٰ درجوں میں قرآن کیم کی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔ تاکہ عیسائیوں کی آئندہ نسل قرآن شریف کی بلاغت کے فائدہ سے محروم نہ رہے۔ اور ان کی زبان درست ہو۔ اور ملکہ زبان حاصل ہونے (۷)

زبان عربی کی ہم گیری
 خیر نیو پاک (امریکہ میں) چالیس ہزار نفوس نے زبانی بولتے ہیں (۸)

تورات سامری
 سامری فرقہ کے ان موسیوں میں رہتے ہیں۔ حضرت موسیٰ کی پانچوں کتابوں کا سب سے قدیم نسخہ موجود ہے۔ جو مطبوعہ اور مشہور نسخہ سے جو موجود یہودیوں کے پاس ہے۔ مختلف ہے۔ سامریوں کا

دعویٰ ہے کہ یہ نسخہ حضرت موسیٰ کی اولاد میں سے ایک کا لکھا ہوا ہے۔ اور یہ نبی اسرائیل کے کنعان میں داخل ہونے کے تھوڑے دن بعد لکھا گیا تھا۔ (معارف)

دیوار چین جو بعض علماء اسلام کے نزدیک دیوار چین وہ دیوار ہے۔ جو باجوج باجوج کے حملوں کو روکنے کے لئے حضرت ذوالقرنین نے تعمیر کرائی تھی۔ امید ہے اس کا تذکرہ قاری محاذ سے دیکھ لیا ہو گا۔

”اس دیوار کو چین کے پہلے شہنشاہ چین نے مسیح ۲۷۰ء میں تعمیر کرایا تھا۔ کہ اس کے ذریعہ وسط ایشیاء کے تاتاری حملوں کی ممانعت ہو اور اس طرح چین کی حفاظت ہوتی رہے۔“

یہ دیوار شہر شان ہیکوان سے جو علیحدہ لاؤنگ کے دہانہ پر واقع ہے۔ شروع ہوتی ہے۔ یہاں سے وہ ایک سلسلہ کوہ کا چکر کاٹتی ہوئی مغربی سمت کو بڑھ کر شہر پیکن کو نصف کے قریب حلقہ میں لیتی ہے۔ پھر پیکن سے چالیس میل کے فاصلہ پر ہی دیوار درہ ٹانگو پر پل کا کام دیتی ہے۔ اور برابر جانب مغرب بڑھتی ہوئی شان ہیکوان سے ۱۲۰۰ میل کے فاصلے پر صوبہ کانسوں شہر کاؤ کیووان کے قریب ختم ہو جاتی ہے۔ اس دیوار کے ساتھ بہت سی شاخیں بھی ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ان شاخوں کو شامل کر کے دیوار عظیم کا کل طولی ۵۰۰ میل سے زیادہ ہے۔ کہتے ہیں کہ دیوار دس سال میں بنکر مکمل ہو گئی تھی۔ اور اس کی تعمیر پر تین لاکھ آدمی کام کیا کرتے تھے۔ سورہ ناسخو پر یہ دیوار نیچے سے ۲۵ فٹ اور اوپر سے ۱۵ فٹ عریض ہے۔ اوپر کے حصہ پر افواج کی نقل و حرکت کے لئے پختہ اینٹوں کا فرش لگایا ہے۔ اس فرش کو باہر کی جانب سے ایک بلند دیوار کے ذریعہ محفوظ کر دیا گیا ہے۔ جس میں جا بجا بند و قلوں اور توپوں کے لئے سوراخ ہیں۔ اور اند کی طرف ایک چھوٹی سی حفاظتی دیوار بنا دی گئی ہے۔ اس دیوار کا زمین حصہ سنگ مرخ کا بنا ہوا ہے۔ اور بالائی حصہ اینٹوں کا۔ دیوار پر اکثر جگہ حفاظتی مینار بنے ہیں۔ ان میں بھی بند و قلوں

اور توپوں کے لئے سوراخ چھپائے گئے ہیں۔ یہ مینار اکثر مصالح ہو چکے ہیں۔ لیکن اب بھی بہت سے باقی ہیں۔ اور چند ایک شان ہیکوان کے قریب موجود ہیں جہاں دیوار کہیں زیادہ عریض ہو گئی ہے۔ یہ مینار بھی کچھ زیادہ محفوظ حالت میں نہیں۔ (دہلیستان)

کولمبس کے کہیں پہلے امریکہ
 قرآنی ارشاد سیدو عرب میں پہلے پہلے ہوئے تھے ماتحت قوم عرب نے جہاں پرانی دنیا کا کوہ کو نہ دیکھ ڈالا۔ وہاں پرانی دنیا (امریکہ) بھی ان کی پہنچ سے باہر نہیں رہی۔ جیسا کہ اخبار ورلڈ ٹوڈے کے مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر ہے

”جو بعض محققین کی رائے ہے۔ کہ امریکہ میں آدھ اور تانبہ کی نوآبادیاں خالص عربی نوآبادیاں تھیں۔ جن کا سرانجام سنہ ۱۰۰۰ء میں لگایا تھا۔ اور افریقہ میں عربوں کی آبادی نویں صدی میں اوج کمال تک پہنچ چکی تھی۔ اور وہاں سے مغربی افریقہ سے منڈنگو تک پھیل چکی تھی۔ اور وہاں سے فلج میکس کے سوا حل پر شواکان تک پہنچ گئی تھی۔ کیونکہ امریکی زبان میں عربی الفاظ ہیں سے اور منڈنگو سے پہنچے ہیں۔ اور یہ اس قسم کے الفاظ ہیں۔ جو غالب قوم کے اثرات کے طور پر مغلوب قوم کی زبان میں باقی رہ جاتے ہیں۔ اور وہ طبی اور سیاسی الفاظ ہیں۔ جب عربوں کا تعلق وہاں سے منقطع ہو گیا۔ تو آزاد و آئیم کی نوآبادیاں ہی مٹ گئیں۔ کیونکہ ان کی زندگی عربوں ہی کی تجارتی تعلقات کی بنا پر تھی۔“ (معارف)

اُخْرَبَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا
 قدیم قوموں کے جس قدر اُخْرَبَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا۔ خزانے اور امانتیں زمین کے اندر دفنی ہیں۔ وہ رفتہ رفتہ زمین اُٹھنے لگی ہے۔ اور اس کے لئے اب منظم کوشش شروع ہوئی ہے۔ تاکہ زمین اس بوجھ سے سبکدوش ہو جائے۔ جیسا کہ ذیل کے اقتباس سے ظاہر ہے۔

”امریکہ اور انگلستان کے چند اشخاص کی ایک جماعت اس وقت شہر ہینا میں دفن شدہ خزانے تلاش کر رہی ہے۔ انکے پاس بجلی کا ایک آلہ ہے جو زمین کی تہ کے ہر اس حصے کا پتہ دے دیتا ہے جہاں معدنی

بھارت مانا کا آٹھواں باب

علامہ الغیوب خدای بہتر جانتا ہے۔ کہ امریکہ کی مشہور مصنفہ مس میو گیتھوائٹ نے "مڈ انڈیا" کس نیت اور غرض کے ماتحت لکھی۔ اور وہ کونسے مخفی یا ظاہری اسباب تھے۔ جو اس کی افشاں کا موجب ہوئے۔

مگر اس میں شک نہیں کہ اس نے اپنی کتاب میں ہند اور ہندوؤں کے بارہ میں حقیقت پر باتیں لکھیں۔ وہ سب کی سب صحیح نہ ہوتی ہوئیں۔ ہی کسی حد تک ضرور درست اور حقیقت پر مبنی معلوم ہوتی ہیں۔ اور ہماری ناقص رائے میں بجلے اس کے کہ برادران وطن اس کے خلاف پروٹسٹ کریں۔ یا گندی اور بازاری نکالیاں کا لکھ دل کی بھڑاس نکالیں۔ یہ زیادہ بہتر اور مفید ہوگا۔ کہ اس کے بیان کردہ حقیقات پر غور کر کے ان تمام گندی رذیلانہ اور موجب شرم رسوم اور خیالات کو اپنی قوم سے دور کرنے کی سر توڑ کوشش کریں۔ تاکہ جہاں آئندہ کے لئے مس میو کی طرح اور کسی بھی قسم کو طعن کرنیکا حوصلہ نہ ہو وہاں آئندہ نسلیں ہی موجودہ نسل سے زیادہ طاقتور۔ عنان۔ روشن و ماخ اودا چھے کیر کر کی مالک نظر آئیں۔ کم از کم سب سے پہلے جس امر کی طرف ہمارے ہندو لیڈروں کو توجہ دینی چاہیے۔ وہ ہندو عورتوں کی حالت زار ہے جس کا نقشہ مس میو نے بھارت مانا کے آٹھویں باب میں کینچا ہے۔ جو اگر واقعات کے مطابق اور حقیقت پر مبنی ہے۔ تو بہرہ صرف ضروری بلکہ

دولت کی کوئی بڑی تعداد ہوتی ہے۔ یہ جامعہ جواہرات اور سونے چاندی کی زنجیریں اور بیٹھیں زمین سے نکال چکی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ آکر اب جزائر غرب الہند کے ان مدفون خزانوں کے دریافت کرنے میں استعمال کیا جائیگا۔ جو سولہویں اور سترہویں صدی کے بحری خزانوں نے باجی چھپا دیئے تھے۔ اس قسم کے خزانے میکسیکو اور چلی کے سوا اعلیٰ اور بعض دوسرے جزائر میں بھی دفن ہیں۔ (انقلاب)

ولایتی کپڑہ کی درآمد
ولایتی کپڑوں کی درآمد کے متعلق حال میں حکومت نے ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چند سالہ میں جملہ ضروریات کی قیمتیں موجود قیمتوں سے کم تھیں۔ پھر بھی ہندوستان نے اس سال اٹھاون کروڑ ۱۴ لاکھ روپیہ کا کپڑا محالک غیر سے خریدا۔ جس کا بیشتر حصہ برطانیہ سے آیا۔ یہ کپڑا تین قسم کا مندرجہ ذیل اقسام سے تھا۔

کوراکپڑا ۹۸۶۸ فیصدی۔

سفید کپڑا ۹۸۶۵

رنگدار کپڑا ۹۲۶۲

باقی کپڑا دیگر محالک سے آیا۔ ۱۹۲۵ء میں ہندوستان میں ۸۹ کروڑ ۲۲ لاکھ روپیہ کا کپڑا آیا۔ ۱۹۲۶ء میں ۸۵ کروڑ ۵۰ لاکھ کا اور ۱۹۲۷ء میں ۸۲ کروڑ روپیہ کا سالانہ درآمد میں کمی رہی جس کی وجہ سے بے روزگاری اور کساد بازاری تھی۔

شیشہ کا تحائف
ابال ہی میں ایک خاص قسم کا جکدار شیشہ بنایا گیا ہے۔ جو تحائف کی صورت میں راول کر کے فروخت کیا جاتا ہے۔ یہ معمولی شیشہ کی طرح شفاف ہے۔ پھل پکانیکا گیس؟ امریکہ کے ایک یونیورسٹی کے پروفیسر نے بیان کیا کہ نباتاتی نشوونما کا عمل تیز کرنے کے لئے جو کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کا واضح ہوا ہے۔ کہ ایٹھنیلین اور پیریلین گیس کے ذریعہ پھل دار درختوں کے پھل نہایت جلدی پکا لئے جاسکتے ہیں۔ اگر ان گیسوں کو پھل دار درختوں کے نیچے چھوڑ دیا جائے۔ پھل اس کے زیر اثر چند گھنٹوں میں پک جاتے ہیں۔ (پیپہ)

اشد ضروری ہے۔ کہ اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے جلد سے جلد اسے اپنی عملی اور عملیاتی کوششوں کے ذریعہ اچھی حالت میں تبدیل کر دیا جائے۔ ہمیں امید ہے۔ کہ ہندو لیڈر اور رہنما و مدراء انکسار کے اس باب کا جو بحسنہ درج ذیل ہے پوری توجہ اور سکون قلب سے ملاحظہ فرمائیں گے۔ تاکہ انہیں ہندو عورتوں کی بہتری۔ سبھلائی اور بہبودی کے متعلق مفید راہیں ڈھونڈ نکالنے کی جستجو ہو۔ نہ صرف یہی بلکہ ہم مسلمانوں سے بھی درخواست کریں گے۔ کہ وہ "مڈ انڈیا" کے بیان کردہ مندرجہ ذیل حقیقات سے آگاہ ہو کر اس طرف توجہ دیں۔ اور کوشش کریں۔ کہ جس طرح ہی ہو جلد سے جلد اپنی ہندو بہنوں کی اس افسوسناک اور قابل رحم حالت کو دور کیا جائے۔ بلکہ انہیں بطریق احسن سمجھایا جائے۔ کہ وہ کونسے خیالات۔ اثرات۔ اور عقائد ہیں۔ جن کی بدولت ان کی یہ زبون اور موجب تنگ حالت ہوئی۔ تاکہ وہ خود بھی ان سے نجات پانے کی فکر کریں۔ (فضل حسین احمدی صاحب)

ہندو دیویاں
ہندو دیویاں اور سات سات سال کی قطار در قطار چوڑی مارے پیتل کی دیوی کے آگے فرش پر بیٹھی ہیں۔ ہر ایک کے سامنے کچھ تحفے قربانے سے سجے ہوئے پڑے ہیں۔ یعنی ایک آدھ پھول۔ چند ایک کوڑیاں اور پھل کا ایک آدھ ٹکڑا۔ یہ تمام قیمتی اشیاء وہ اپنے گھروں سے بطور چڑھاؤ کے لائی ہیں۔ کیونکہ یہ مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایک قسم کا سکول ہے یہ بچیاں یہاں اپنے مذہبی سبق پڑھنے پڑھانے کے مترسیکے آتی ہیں۔ اور ساتھ ہی اس ٹیکہ انکو وہ تمام رسومات بھی سکھائی جاتی ہیں۔ جن کا ایک ہندو عورت کے لئے مختلف تقریبوں پر جانا ضروری ہے۔ پس یہی کچھ وہ سیکھتی ہیں۔ اور اسی کی انہیں ضرورت ہے۔ لہذا وہ سب ملکہ لگاتی ہوئی پورا رخصتا شروع کرتی ہیں۔ جب کسی نے وہاں کی ایک سجدہ شکل میں

استانی سے پوچھا کہ یہ کس مراد کے لئے ہزار غصا کر رہی ہیں؟ تو وہ بولی کہ ایک لڑکی کو بھلا اور کس بات کے لئے دعا مانگنی چاہیئے؟ پس یہی کہ اگر وہ کنواری ہے تو اس کو خاوند لکھائے۔ اور اگر بیاہی ہوئی ہے۔ تو دوسرے خیم میں اسکو بہتر خاوند رکھے۔

عورتوں کی پہلی خواہش خاوند حاصل کر سکی ہوتی ہے۔ پھر بیٹا جننے کی۔ کیونکہ مرد دل کو اپنی جھوکتی کے لئے بیٹے درکار ہوتے ہیں۔

ہم پہلے بھی اس معاملہ کے متعلق ہندوؤں کے عام رویہ کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ جو بیٹے کی ولادت سے پہلے ان کی زندگی کا سب سے بڑا مرحلہ ہوتا ہے۔ مگر ایک دوسرا اسی قدر زیادہ اہم امر جو کہ ہندوستانی قابلیت کا عملی ثبوت ہے۔ اور جس کو جھٹلایا جاسکتا ہے۔ امداد ہی مخفی رکھا جاسکتا ہے۔ وہ وہ طریقہ ہے جس کے ذریعہ تمام ذاتوں کے ہندو اپنے غایت درجہ چھیننے بیٹے کو اس دنیا کی روشنی میں لاتے ہیں۔ ہندوستان کے مختلف حصوں زمانہ ہسپتالوں کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ یہ نہایت ہی مستحسن خرائیض انجام دے رہے ہیں۔ خصوصاً عورتوں کی جنائی اور زچگی کے معاملہ میں لیکن کام کی زیادتی کے لحاظ سے ان کی تعداد بہت کم ہے۔ اور پھر ہندوستانی عورتوں کی ایک کثیر تعداد موجودہ حالات کے اندر بھی ہسپتال کے استعمال کے لئے آمادہ بھی نہیں کی جاسکتی۔ خواہ وہ انکے دروازہ پر ہی کیوں نہ ہو۔

ضرورت کے وقت ایک ہندوستانی عورت کو جس چیز کی خواہش اور طلب ہوتی ہے۔ وہ وہی ہے جس کی وہ ہمیشہ سے شوگر ہے۔ یعنی دانی اور دانی وہ ذات شریف ہے جس کے اوصاف بیان کر دینے ضروری ہیں۔

دایہ اور زچہ کی حالت ہندو دھرم کے مطابق دایہ اور زچہ کی حالت ایک عورت بچہ جننے کے وقت سے چلتے تاکہ لازمی طور پر ناپاک تصور کیجاتی ہے۔ اور جس چیز کو وہ چھوئے وہ بھی ناپاک ہو جاتی ہے۔ چنانچہ وہی عورتیں دایاں بنتی ہیں۔ جو خود بھی

ناپاک اور اچھوت ذاتوں میں سے ہوں۔ یعنی ذاتیں جن کی غلیظہ عادتیں ایک متعصب ہندو کے نزدیک ان سے بہتر کرنے کے لئے کافی دیر خیال کیجائیں۔ علاوہ ازیں ہندو دھرم کے نزدیک زچہ عورت کو اس کے نوزائیدہ بچے کی طرح نظر نگاہ جانے کا بھی احتمال رہتا ہے۔ اس لئے ہندوستان کے کئی حصوں میں کوئی عورت جس کا بچہ مر چکا ہو۔ یا اس کا حمل گر چکا ہو۔ دانی کا کام نہیں کر سکتی کیونکہ اس کی طرف سے دیر پر وہ حسد یا کینے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اور یہ وہ بھی اس کام کو نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ ہدایت خود ایک منحوس شگون والی سمجھی جاتی ہے۔ پھر اس کام کے لئے کسی قسم کی تربیت بھی ضروری خیال نہیں کی جاتی۔ بلکہ اسے محض ایک خاندانی پیشہ کی حیثیت سے اختیار کیا جاتا ہے۔ اگر دانی مر جائے تو اسکی بیٹی یا پھر اس کام کو اختیار کر لے گی۔ خواہ اس نے ساری زندگی میں ایک جنائی یا نہ چکی بھی نہ دیکھی ہو۔ لیکن ان خاندانی پیشہ وروں کے علاوہ دوسری عورتیں بھی یہ کام اختیار کر سکتی ہیں۔ اور اگر انہیں کوئی مذہبی کاٹ مانع نہ آئے تو بغیر کسی تیاری کے صرف کہنے سننے پر ہی ان کو کافی کام مل جائیگا۔

چنانچہ اسی واسطے ہندوستانی عورتوں کی زندگی کے اس نازک۔ خطرناک اور نہایت درجہ اہم موقع پر ایک نیم اندھی مضمون... اپنا بیج۔ مفلوج اور بچا دانی جو نہایت درجہ مفلس اور غلیظ طبقہ سے تعلق رکھتی ہے۔ آموغہ ہوتی ہے۔

حاملہ عورت اپنی جنائی اور زچگی کے لئے پہلے کسی قسم کی تیاری نہیں کرتی۔ مثلاً بچہ کے لئے کپڑے بنانا وغیرہ۔ کیونکہ ایسا کہ ناگوار یا دیوتاؤں کے غضب کا باعث ہوتا ہے۔ بلکہ وہ ایک تنگ تاریک کوٹھڑی میں ایسے میلے کھیلے اور پھٹے پڑاٹے چیتھڑے لیکر جا پڑتی ہے۔ جو گھر والوں نے ناقابل استعمال سمجھ کر پھینک رکھے ہوتے ہیں۔ اور یہی وہ تنگ تاریک

یدبودار کھڑی ہے۔ جس میں رہ کر نو عمر حاملہ بیوی جننے کے وقت جاگھستی ہے۔ درد زہ شروع ہوتے ہی وہ خود بھی ناپاک ہو جاتی ہے۔ اور جس چیز کو وہ چھوئے وہ بھی ناپاک ہو جانے کی وجہ سے صباغ کر دیکھتی ہے۔ اس لئے کفایت شکاری کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے لئے صرف وہی اشتیاق ہم پہنچائی جاتی ہیں۔ جو ناپاک اور نکمی ہوں۔ خواہ باندہ ہوں یا بیجان۔ اگر کوئی ٹوٹی پھوٹی چارپائی ہو۔ تو اس کے لئے ہبیا کی جاتی ہے۔ جو نگلی دفعہ کے لئے بھی اسی اندھیری کوٹھڑی میں پڑی رہتی ہے۔ اور اگر ایسی چارپائی نہ ہو۔ تو ادھیلوں یا اینٹوں کا سہارا دیکر اس کو نگلی زمین پر لٹا دیا جاتا ہے۔ اور کوئی شخص جب تک کہ یہ موقع گزر نہیں جاتا اس جگہ کے صفات کرنے یا دھونے کی زحمت گوارا نہیں کرتا۔ درد زہ شروع ہونے پر دانی طلب کی جاتی ہے۔ خبر پانے پر اگر دانی نے اپنے کپڑے پہنے ہوئے ہوں۔ تو خواہ کتنی ہی جلدی ہو۔ وہ اپنے پھٹے پڑاٹے کپڑے جو اسی مطلب کے لئے رکھے ہوتے ہیں۔ پہننے کے لئے ٹھہر جاتی ہے۔ اور وہ ایسے کپڑے ہوتے ہیں جو قبل ازیں کسی قسم کی بیماریوں والی جنائیوں کے موقع پر استعمال ہو چکے ہوتے ہیں۔ اور اس گندے لباس میں کہ جس میں ہزاروں قسم کی بیماریوں کے جراثیم چھپے ہوتے ہیں۔ وہ زچہ خانہ میں جاگھستی ہے۔

اگر کوٹھڑی میں کوئی ہوداں ہو۔ تو اسے بکوسے اور گوبر سے بند کر دیتی ہے۔ کیونکہ زچگی کے دوران میں تانہ ہوا مسخر خیال کی جاتی ہے۔ بدیں وجہ کہ بخار چڑھا دیتی ہے۔ اگر چیتھڑے کافی ہوں۔ تو وہ انکو اکٹھا کر کے ایک کونے میں رتی سے لٹکا کر پردہ بنا لیتی ہے۔ اور مریض کو اس کے اندر دیوار کے ساتھ لٹا دیتی ہے۔ تاکہ وہ ہوا کی دسترس سے اور بھی پرے ہو جائے پھر اندھیرے کو اور زیادہ کرنے کے لئے وہ ایک نہایت چھوٹا سا دیا جلاتی ہے۔ جس میں ایک بہت چھوٹی تیلی اور ذرا سا تیل ہوتا ہے۔ یا وہ مٹی کے تیل کی ایک چھوٹی سی ڈیا جلاتی ہے جس سے بے شمار دھواں پیدا ہوتا رہتا ہے۔ اس کے بعد وہ ایک برتن میں

(دائیں دروازہ) اس زچہ خانہ میں جاسکتا ہوتا ہے۔ (دائیں دروازہ) اس زچہ خانہ میں جاسکتا ہوتا ہے۔

حضرت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ایک عیسائی فاضل کی نظر میں

(از منشی فضل حسین صاحب مہاجر)

جن لوگوں نے براہ راست اسلامی تاریخ کا مطالعہ نہیں کیا۔ وہ تو متعصب اور کینہہ و بغیر مسلم محترموں کے قہقہے لگ کر حضرات خلفائے راشدین کے متعلق کوئی اچھی رائے نہیں رکھ سکتے۔ مگر جنہوں نے ان بزرگ ترین ہستیوں کے حالات و اہل و عیال سے معلوم کئے ہیں۔ وہ ضرور ان کی تعریف میں زبان نظر آتے ہیں۔ ان دنوں جبکہ عیسائی اور آریہ مصنفین کی متعصبانہ تحریروں سے اصل حقیقت کے مستور ہونے کا اندیشہ ہے۔ اور عام پبلک ہمارا اسلاف کے متعلق غلط فہمیوں میں مبتلا ہو رہی ہے۔ ضروری سمجھا گیا کہ فریب خوردہ غیر مسلم پبلک کو معاملہ کی اصل حقیقت بتانے کے لئے ذیل میں نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور پاک جانشینوں کے پاکیزہ کیرکڑ اور بہترین سیرت کے متعلق ایک عیسائی فاضل کی بے لگ تحقیق کا پوڑا اسی کے لفظوں میں سنا جائے تاکہ جو لوگ بدطینت دشمنوں کے سنے سنائے ان مقدس اور برگزیدہ ہستیوں کے بارہ میں کسی غلطی میں مبتلا ہوں۔ وہ دور ہو جائے اور آئندہ کے لئے اپنے خیالات میں تبدیلی پیدا کریں۔ اور یہ کہنا ترک کر دیں کہ یہ بزرگ محض اس لئے اسلام لائے تھے۔ تاکہ لوٹ کا مال بھگت کریں۔ اور اپنے گھر و دولت سے بھریں۔

مصر کے مشہور عیسائی مؤرخ جرجی زیدان اپنی کتاب تمدن اسلام کی جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ خلفائے راشدین کا عہد اسلامی تاریخ میں اب زور سے لکھنے کے کاہرین عہد، قابل ہے۔ یہ مبارک زمانہ حقیقی انصاف اور خداترسی کا دور تھا۔ اس دور میں حکومت حق پسندی و استیلائی اور پستی غیر تمندی کے قابل قدر

اصول پر قائم تھی۔ اس وقت کے مسلمان دین پروری میں ہدایت راسخ تھے۔ اور دنیا کو حقیر سمجھنا ان کا شیوہ تھا۔ یہ وہ زمانہ ہے جس کو اس کے مابور کے مسلمانوں نے اپنے طرز عمل کا رہنما بنایا۔ اور اس کی پیروی کو اپنا فخر سمجھا۔ اور جس وقت کسی اسلامی حکومت نے ان اصول کی خلاف ورزی کی۔ تمام مسلمان پبلک برا فردختہ ہو جاتی تھی۔ اور حکومت سے شاہ راہ حق کی طرف رجوع لائے اور خلفائے راشدین کے نقش قدم پر چلنے کی خواہش کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، ہے کہ خلفائے راشدین کو مال و زر کی ذرا بھی خواہش نہ تھی جس وقت حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہوا۔ تو ان کے پاس سلطنت کے مال کا صرف ایک دینار بچا تھا جو نادانستگی میں کسی شخص کی غلطی کے اندر رہ گیا تھا۔ اور اس کو چھاپنے کے وقت نکل آیا۔ کیونکہ ان کا دستور تھا کہ جس قدر مال ان کے پاس جمع ہوتا۔ اس کو سب مسلمانوں میں بیکھ مساوی تقسیم کر دیتے تھے۔ اور اپنی ذاتی ضرورتوں کا مطلق خیال نہیں کرتے تھے۔ قبول اسلام سے پیشتر چالیس ہزار درہم جو ان کے پاس تھے۔ انہوں نے صرف کر ڈالے۔ اور اپنی گزر اوقات کے واسطے تجارت کا شغل کیا کرتے تھے۔ مگر جب خلافت کا بار ان پر ڈالا گیا۔ تو ان کی ذات اور ان کے متعلقین کی بے سزا و قات کے واسطے ایک مقدار وظیفہ کی مقرر کر دی گئی۔ تاکہ کسب معاش سے بے فکر ہو کر مسلمانوں کے انتظام میں مصروف ہوں۔ اور اپنی پوری توجہ کا رد بار حکومت پر رکھیں۔ اس وظیفہ کی بابت بھی انتقال کے قریب انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کے قبضہ کی ایک زمین فروخت کر کے اس کی قیمت اس مال کے بدلہ میں دیدی جائے۔ جو انہوں نے کر دیا ہے جو ان کے پاس ہیں انہی میں وہ کھنائے جائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حالات زہد اور پاکیزگی نفس کے بارہ میں اس قدر مشہور ہیں کہ محتاج بیان نہیں۔ صرف نجل طور پر اس بات کا بیان کر دینا کافی ہے۔ کہ درحقیقت اسلامی سلطنت کی بانی میانی انہیں کی ذات والا صفات تھی۔ اور انہوں نے حکومت اسلامی کی عمارت ملکداری کے ہنریت مستحکم ستونوں پر قائم کی تھی۔ انہوں نے اسلامی حکومت کی بنیاد عدل۔ خداترسی۔ پرہیزگاری اور نصرت حق میں جو ان قدر دینے کے اعلیٰ اصول پر رکھی تھی۔ جن صفاتوں کا تہا ایک شخص کی ذات میں جمع ہونا شاذ اور نادر بات ہے۔ اور اسی غراہیت کی وجہ سے بعض اوقات ان کی صفات کی نسبت مبالغہ اور رنگ آمیزی سے کام لے جانیکا وہم پیدا ہوتا ہے۔ مگر جب ہم ان تہذیب پر غور کرتے ہیں۔ تو ان کے مثل اور صاف پر مرتبہ ہوتے ہیں تو ہمیں ان کے حالات کو سچ اور درست تسلیم کرنے میں ذرا بھی وقت پیش نہیں آتی۔ اور اس کے شواہد میں صرف ان کے شمارت و مقامات کا خیال کر لینا کافی ہوتا ہے۔ جن کی وجہ سے مدینہ کے بیت المال میں زور و جواہر کے انبار لگے رہتے تھے۔ اور باوجود اس قدر کثیر دولت قبضہ میں موجود ہونے کے عمرؓ اس کی طرف مطلق التفات نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اسی وظیفہ پر بسر کرتے تھے۔ جسے مثل دوسرے صحابہ اولین کے مساوی طور پر انہوں نے اپنے لئے مقرر رکھا تھا۔ کبھی ایک دینہ بھی اس سے زیادہ نہیں لیا۔ اور ضرورت ہوتی تو بیت المال کے نگران سے قرض لے لیا۔ جسے فوراً دوسری تنخواہ کے برآمد ہونے پر بحال کر دیا۔ جو وقت ان کی عمر زیادہ ہو گئی۔ اور انہیں اپنی وفات کا زمانہ قریب نظر آیا۔ تو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا تھا کہ

یہ بیٹے مسلمانوں کے بیت المال سے اتنی ہزار درہم تلف کر ڈالے ہیں۔ یعنی جو گزارہ کے لئے بصورت وظیفہ لیتے رہے۔ وہ میری اولاد کے مال سے واپس

مسلمانوں کا مال جو بیکار اپنی ذات پر صرف کیا جاتا۔ اور رعایت کیونکہ یہ بوجہ طبیعت کی

کئے جائیں۔ اور اگر میری اولاد کا مال اس کے لئے
محفوظ نہ کر سکے۔ تو تمام آل خطایہ کے مال سے اس
کے کو پورا کر لیا جائے۔ غذا اور لباس کے بارے میں ان کی
احتیاط مشہور ہے۔ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔
حضرت علی اکرم رضی اللہ عنہ بھی قریب قریب اسی
طرح بیان کئے جاتے ہیں۔ وہ بھی زہد اور عدل
کی اعلیٰ صفات سے متصف تھے۔ اور نہایت سختی
کے ساتھ اس کے پابند۔ ان کا ایک قول ہے۔ میں
نے جس وقت بی بی فاطمہؓ کے ساتھ عقد کیا ہے۔ اس
وقت میرے پاس صرف ایک دینہ کی کھال تھی جس پر
رات کے وقت بستر بنا کر سویا کرتا تھا۔ اور دن کو اسی
پر دھوئے کپڑے پہنایا کرتا تھا۔ اور میرے پاس
سوائے بی بی صاحبہ کے کوئی خادم تک نہ تھا۔ ان کے
عہد خلافت میں اصفہان سے ایک پادشہ کچھ مال اور سامان
آیا۔ جسے انہوں نے سات ہزار حصوں میں تقسیم کیا۔ اتفاقاً
اس سامان میں ایک روٹی بھی تھی۔ اس کے ہی سات ٹھوٹے
کئے۔ اور امرائے اسبلح کو بلا کر پہلے قرعہ ڈالا۔ تاکہ
جس کے نام قرعہ پڑے۔ ابتداً تقسیم کسی اسی کے حصہ سے
کی جائے۔

حضرت علیؓ نے کوئی بچہ یا خام عمارت تعمیر نہیں
کی۔ اپنے رہنے کے واسطے بھی مکان نہیں بنوایا۔ اور
ان کے کھانے کے واسطے فتنہ مدینہ سے آیا کرتا تھا۔
جسے وہ خود ایک تھیلے میں رکھ کر اپنے ساتھ لایا کرتے
تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ امام ممدوح نے اپنی تلوار
اسباب کو ارشاد فرمایا کہ فروخت کے لئے بازار میں بھیجی
کہ اگر میرے پاس ایک تہ بند کے واسطے چار درہم ہوتے
تو میں اس کو فروخت نہ کرتا۔ اس کے علاوہ اور بھی صدقہ
منانے ہیں جن کا حصار شمار نہیں ہو سکتا۔

(مقدم اسلام جلد دوم صفحہ ۹۸ و ۹۹)
اب وہ لوگ جو اپنی نادانی یا غیث باطنی کی وجہ سے
ان بزرگ اعلیٰ پاک ہستیوں کو نمود یا اللہ دنیا دار دھوکے سے
کئے مٹنی سال و زر لوٹ کر اپنے خزانے بھرنے والے
بتلایا کرتے ہیں۔ مندرجہ بالا احتیاط پر غور کریں۔ کیا اس

قسم کی بے نفسی۔ دولت سے متغیر۔ قناعت۔ زہد
اور تقاضا کی ذات میں ہو وہ دنیا دار اور طامع
یا حکومت کے خواہش مند کہے جاسکتے ہیں یا کیا جن کے
کیمرہ ایسے بے نظیر ہوں۔ ان کے متعلق یہ وہم بھی کیا
جاسکتا ہے۔ کہ انہوں نے اسلام کو سچا سمجھ کر نہیں۔ بلکہ
اس لئے قبول کیا تھا کہ کسی طرح جنگ کر کے لوگوں کا
مال لوٹا جائے یا معتزضوں کو چاہیے کہ تعصب سے الگ
ہو کر ان کے پاکیزہ حالات پر غور کریں۔ تاکہ انہیں معلوم ہو۔
کہ جن بزرگ وجودوں کو فارتھو۔ وحشی۔ اور جاہ پسند
کہا جاتا ہے۔ وہ کس قدر نفس سے خالی اور خواہشات
کو کچل چکے ہوئے تھے۔ اور کس طرح باوجود کدوروں
روپیہ کا مال پاس ہونے کے بھی اسے چھوڑا تک نہیں۔
اور جو کچھ آیا سب خلق اللہ کی بیسودی میں صرف کر دیا۔

اس بزرگ بادشاہ کے
عالمگیر کا مبارک عہد
یورپین سیاح برنیر۔ منوچی وغیرہ آئے۔ جن کے
سفر ناموں کے مطالعہ سے اس عہد کے ہندوستان
کی خوشحالی کے جا بجا ثبوت نظر آتے ہیں۔ مگر چونکہ
ان سب کی تحریریں نقل کرنا موجب طوالت ہے۔ اس
لئے ذیل میں صرف ایک سیاحت پسند انگریز سوداگر
کے سفر نامہ سے دو تین مختصر سے اقتباس درج ذیل
کرتے ہیں۔

اس سیاح کا نام ہملٹن تھا۔ جو ۱۶۹۰ء میں
سائل ہند پر اترا۔ اور سب سے پہلے جس قطعہ زمین پر
قدم رکھا۔ وہ سندھ تھا۔ اور اس کا جو شہر اسے
سب سے اول نظر آیا وہ ٹھٹھ تھا۔ جس کے متعلق لکھا ہے
کہ یہ ٹھٹھ شہر علوم فقہ و فلسفہ و سیاسیات کے لئے
مشہور ہے۔ ان علوم میں لوگوں کو تعلیم دینے کے لئے
تقریباً چار سو کالج یہاں ہیں۔

(سفر نامہ ہملٹن جلد اول صفحہ ۱۲۷)
پھر عام ملک کے متعلق لکھتا ہے کہ
اس ملک کی رعایا فرامین کی اس قدر پابندی کرتی
ہے کہ ڈاکہ و قتل کی خبریں بہت کم سنی جاتی ہیں ایک
غیر ملک باشندہ اس ملک میں نہیں چلا جاوے۔ کوئی یہ

بھی تو نہیں پوچھتا کہ وہ کہاں جاتا اور کیوں جاتا ہے۔
(۲۷ ص ۱)

اسی طرح ملک کی صنعت و حرفت کا تذکرہ کرتا ہوا رقمطراز
ہے۔ کہ

ہندوستان میں عمدہ سے عمدہ کپڑا بکھرت
ایسا ملتا تھا کہ جس کی مثال یورپ میں ملنی دشوار ہے۔
(۲۷ ص ۱)

ہندوستان کا کپڑا ایسا عمدہ ہوتا ہے۔ کہ اس کی
مانگ صرف دلائیٹ میں بلکہ ایسے مقامات پر بھی تھی جیسے
بیگو و سائٹرا وغیرہ۔ (۲۷ ص ۱)

اس نے حضرت اورنگ زیب علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں
ہندوستان کا جو تجارتی عروج دیکھا۔ وہ مندرجہ ذیل
لفظوں سے ظاہر ہے۔

تجارتی مال کی درآمد برآمد کا یہ نتیجہ تھا۔ کہ صرف شہر
سورت چنگی کی آمدنی تیرہ لاکھ روپیہ سالانہ ہوتی تھی۔ اور
احمد آباد میں ایک کروڑ تیس لاکھ روپیہ سالانہ چنگی کی
آمدنی تھی۔ (۲۷ ص ۱)

اسی طرح از رانی کے متعلق بھی اس نے لکھا ہے کہ
عالمگیری عہد میں ایک ٹن دکنی من، ایک ایک کراؤں
میں فروخت ہوتا تھا۔ جو کہ غالباً دو یا اڑھائی روپیہ کے برابر
ہوتا تھا۔ (۲۷ ص ۱)

یہ ساحل کار و منٹل کے کنارے ساڑھے تین
آنہ میں ۲۰ پونڈ چھلی جو کہ ذائقہ میں ٹراوٹ اور سالن کے
برابر ہوتی تھی ملتی تھی۔ (۲۷ ص ۱)

یہ شہر کنگاں میں کتھن ایک آنہ میں ایک پونڈ یعنی
نصف سیر ملا کرتا تھا۔ (۲۷ ص ۱)

یہ دو آنہ میں ایک سو چھلیاں فروخت ہوتی ہیں۔ جو کہ
اتنی بڑی ہوتی تھیں۔ کہ صرف دو چھلیاں ایک آدمی کا پیٹ
بھرنے کے لئے کافی ہوتی تھیں۔ (۲۷ ص ۱)

میں نے ایک ایسے قابل اعتبار شخص سے سنا ہے۔
جس نے موسم سرما میں وہاں زندگی بسر کی ہے۔ کہ پانچ سو
اسی پونڈ چاول ایک روپیہ میں ملتا ہے۔
(۲۷ ص ۱)

اسی طرح اور بھی بہت سی باتیں ان سیاحوں نے اپنے

یہ بعض مضمون کا کلام اول کا ہے جو علی علیہ السلام کے متعلق ہے۔

اپنے سفر ناموں میں تحریر کی ہیں۔ جن کے پڑھنے سے مغلیہ زمانہ کے ہندوستان کی خوشحالی۔ فائز البالی اور امن و امان اور ہر طرح کی ترقی و شادابی کا حال معلوم ہوتا ہے مگر چونکہ فرصت کم اور جگہ محدود اس لئے اس وقت ان مختصر سے بیانات کی نقل یہی اکتفا کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے خیال میں جو لوگ اس زمین عہد کو تاریک بتلایا کرتے ہیں۔ انکی آنکھیں کھولنے کے واسطے فی الحال یہ بھی کافی ہے۔ امیر کا کہ ان لوگوں کی حوصلہ بالاشہادتیں اصل حقیقت کے سمجھنے میں پوری پوری مدد دیگی۔

دفعہ حسن احمدی ہمارے قادیان

شاہان اسلام

بھائی پرانند ایکم۔ اسے یورپین سیاحوں اکبری عہد کے سفر ناموں کی بنا پر لکھتے ہیں۔ کہ یہ اکبر کے وقت میں پرتگیزی لوگوں کے ذریعہ یورپ میں یہ خبریں پھیلتی تھیں کہ ہندوستان میں ایک ایسا بادشاہ حکومت کرتا ہے جس کے ہاں سب مذاہب ایک ہی درجہ رکھتے ہیں۔ اور جس نے پوری مذہبی رواداری قائم کر رکھی ہے۔ یورپ سے افریقہ کے دونوں ساحلوں کے گرد ہو کر ہندوستان کو سمندری راستہ دریافت ہو جانے پر ایک تو تجارتی بیڑا انقلاب ہوا۔ اور دوسرا یورپین لوگوں کو ہندوستان میں آنے سے ان کا علم ہندوستان کی نسبت زیادہ وسیع ہو گیا۔ پرتگیزیوں کے بعد ڈچ۔ فرانسیسی اور انگریز سیاح ہندوستان میں آئے۔ انہوں نے آکر ہندوستان میں گورنمنٹ۔ مذہب اور دوسرے رسم و رواج کے ایسے نظارے دیکھے جن کا ان کے دماغ میں کبھی خیال بھی نہ آیا تھا۔ انہوں نے یہاں اگر ایک بالکل نئی تہذیب نئی قسم کی فلاحی اور علوم پائے۔ جہاں کہ وہ صرف امریکہ کی مانند وحشی پن دیکھنے کی امید رکھتے تھے۔ انہوں نے یہاں پر باقاعدہ لٹریچر۔ علوم اور نظم و نشر دیکھے۔ جن کے لئے کہ باوجود ان کے تعجب کے ان کے دلوں میں تعریف پیدا ہوئی۔ (تواریخ شاہان ص ۳)

ہاکنر۔ ڈاکٹر کے ساتھ ۱۵۷۵ء
جہانگیر کا زمانہ میں جنوبی ہندوستان کو گیا تھا۔ تیس سال بعد وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے صوبہ دار کے لئے نئے تحائف لایا۔ ۲۴ اگست ۱۶۰۸ء کو سورت پہنچے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسے اپنے بادشاہ کی چٹھی مغل بادشاہ کے پاس لے جانی چاہیے۔ پہلی فروری ۱۶۰۹ء کو وہ آگرے کی طرف روانہ ہوا۔ اور ۱۶ اپریل کو وہاں پہنچا۔ جاکہ جہانگیر سے ملاقات کی۔ ہاکنر نے جہانگیر کی اپنی تحریروں میں پوری تصویر کھینچی ہے۔ جہانگیر اسے دیکھ کر بڑا خوش ہوا۔ اور ہنستے ہوئے چہرے سے اس کے تحفوں کو منظور کیا۔ پھر اسے اپنے علیحدہ کمرے میں لے جا کر اس سے باتیں کیں اور اسے ہر روز آنیکا حکم دیا۔ دربار کی زبان فارسی تھی۔ سب لوگ ہندوستانی بولتے تھے۔ لیکن جہانگیر ترکی زبان بھی سمجھتا تھا۔ اور ہاکنر ترکی زبان میں اس سے باتیں کرتا تھا۔

ہاکنر ہمیں بتاتا ہے کہ امرا بارہ ہزاری سے ۲۰ سو اور تک مختلف درجوں میں منقسم تھے۔ ایسے تین ہزار امرا تھے۔ ان کے ذریعہ تین لاکھ فوج جمع کی جاتی تھی۔ امراء کے مرجانے پر ان کی جاگیریں کار کو چلی جاتی تھیں۔ بادشاہ کی سالانہ آمدنی پچاس کروڑ تھی۔ بادشاہ کے نوکر۔ مالی۔ سائیس وغیرہ چھتیس ہزار تھے۔ دوبارہ کا روزانہ خرچ پچاس ہزار روپیہ تھا۔ (۳۸ ص ۱۶۱۵)
سر تھامس روجہانگیر کے پاس جنوری ۱۶۱۵ء میں۔۔۔۔۔ پہنچا۔۔۔۔۔ دوبارہ جیلوں میں وہ ایک کا ذکر کرتا ہے جیکہ بادشاہ تولا جاتا تھا پہلی ستمبر بادشاہ کا جنم دن تھا۔ ایک بڑے وسیع باغ میں چاروں طرف پانی کے بیچ میں ایک جگہ تیار کی گئی تھی۔ جہاں سہری تراش رکھا گیا۔ سب امراء غلیچوں پر بیٹھے تھے۔ اس کا سارا جسم۔ اس کے ہاتھ پاؤں۔ انگلیاں۔ سب چھوڑ کر اس سے بھرے تھے۔ پہلے اسے دوپٹوں میں تولا گیا۔ اس کا وزن ۹ ہزار روپیہ تھا۔ پھر سونے اور جواہرات سے دیکھ کر سب تمیلیوں میں پڑے تھے۔ تب طلائی کپڑے۔ ریشمی کپڑے وغیرہ سے۔ تب گرم مصالح سے

پھر اناراج کتھن وغیرہ سے۔ (اور یہ سب کچھ رعایا میں بٹا جاتا تھا۔ نقل) (۳۸ ص ۱۶۱۵)
مسٹر نکولاس منوچی باشندہ وینس نے بھی لکھا ہے کہ۔

جہانگیر جیکہ کے فوائد اور سلطنت کی آراستگی کے کاموں کا بڑا شیدا تھا۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ملتان سے شروع کر کے الہ آباد تک شاہی سڑکوں پر درخت لگائیے جائیں۔ یہ فاصلہ ۵۱۳ فرسنگ ہے۔ ایک ایک فرسنگ کے فاصلہ پر ایک برج سا استادہ ہے جس سے مسافر کو اپنے طے شدہ فاصلہ کا پتہ ملتا تھا۔ اور ہر ایک ایسے برج کے نزدیک ایک گاؤں ہوتا تھا۔ جہاں سے آسائش کی جملہ اشیاء مل سکتی تھیں۔ علاوہ ازیں ان سڑکوں پر جگہ بہ جگہ سرسٹیں۔ تل۔ باغات اور دیہات تھے۔ (ترجمہ سٹوریٹ ڈوگر جلد اول صفحہ ۱۵۱-۱۵۲)

یہی سیاح آگے چل کر لکھتا ہے کہ۔

علاوہ دیگر امور کے اس بادشاہ کو

پادریوں سے بہت محبت تھی۔ اس لئے انہیں لاہور میں رہنے کو ایک مکان دے رکھا تھا۔ اور ان کے لئے ایک گر جا بنوایا تھا۔ اس کے عہد حکومت میں یورپین لوگوں کو عیسیت کے متعلق بات چیت کی بہت آزادی تھی۔ (۶۳-۱۶۴ ص ۱۶۴)

شاہجہان کے عہد میں ایک جرمنی سیاح زمانہ شاہجہان نیڈرلینڈ ہندوستان کو آیا۔ جو اپنے سفر نامہ میں اگرہ کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے کہ۔

یہ شہر ہندوستان میں سب سے خوبصورت ہے۔ یہ اتنا وسیع تھا کہ ایک سو اور اس کے گرد گھومنے میں ایک دن لگتا تھا۔ اس کی گلیاں خوبصورت اور فراخ تھیں۔ بعض پر چھت پڑے ہوئے تھے۔ جن کے نیچے بڑے بڑے سوداگر دوکانیں کرتے تھے۔ اس میں باہر کے سوداگروں کے لئے اتنی سرائیں تھیں۔ جن میں تین منزلہ خوبصورت مکان بنے ہوئے تھے۔ آٹھ سو سے زیادہ حمام تھے۔ جن سے سرکار کو کافی آمدنی ہوتی تھی۔ شہر کے گرد و نواح میں راجاؤں اور امراء کے لئے بہت سے بنگلے بنے ہوئے تھے۔ خزانہ جو کہ تیس کروڑ روپے سے زیادہ مالیت رکھتا تھا۔ دن بدن

بڑھتا جاتا تھا۔ اگر سے کی آبادی اتنی تھی کہ اس میں کسی وقت دو لاکھ سے زیادہ فوج بھرتی کی جاتی تھی۔ فوج کے اوزاروں کا ذکر کرتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ ان کے پاس تیرہ گمان۔ بھالے۔ گٹار۔ ڈھال وغیرہ پائی جاتی ہیں لیکن سوائے معمولی ہندوؤں کے آتشیں اسلحہ نہیں پایا جاتا۔ (منقول از توارخ ریاستہائے مصنفہ جہانی پرمانند ایم۔ اے صفحہ ۳۸۹)

۲۰ دوسرا فریخ سیاح بیوروٹیر بھی شاہیہ کی حکومت کی بہت تعریف کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ اس کے وقت میں باقاعدہ امن اور انصاف پایا جاتا تھا۔ (صفحہ ۳۸۸)

ہائیکے محرف و بیگانہ یقینی ثبوت

سچی اصحاب بائبل کے غیر محرف ہونے پر جہاں اور کئی ایک بے معنی اور تھوڑی دلیلیں سنایا کرتے ہیں۔ وہاں یہ بھی دلیل کے طور پر کہا کرتے ہیں کہ چونکہ کئی صدیوں سے عیسائیوں کے دو مشہور اور بڑے فرقے رومن کیتھولک اور پرائسٹنٹ چلے آتے ہیں۔ جو باہمی سخت مخالفت اور ایک دوسرے کے خلاف بہت کچھ لکھتے اور کہتے رہتے ہیں۔ لہذا اس حالت میں یہ ممکن نہیں کہ ایک فرقہ بائبل میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی کرے۔ اور دوسرا اس پر اعتراض نہ کرے۔ چونکہ آج تک ایسا اعتراض نہ پرائسٹنٹوں نے رومن کیتھولک پر کیا۔ اور نہ ہی رومن کیتھولک نے پرائسٹنٹ پر کیا پس بائبل تحریف سے متبرک ہے۔ کیونکہ ان کی باہمی آویزش کسی فرقہ کو بھی بائبل میں رد و بدل کرنے کی جرأت نہیں دلا سکتی تھی۔

بطور توبہ قول جسے دلیل کے طور پر سنایا جاتا ہے۔ معقول معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب حقیقت کی تلاش کی جائے تو اس قول کی رمتی بھر بھی وقعت نہیں رہتی۔ کیونکہ جب ہم پرائسٹنٹ لوگوں کی بائبل کے ساتھ رومن کیتھولک والوں کی بائبل کا مقابلہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں

ان میں کئی ایک جگہ صاف اور بین اختلاف نظر آتا ہے۔ جو دلیل اس امر کی کہ بائبل میں تحریف ہوئی اور ضرور ہوئی۔

اس جگہ اتنی تو گنجائش تھی کہ ان ہر دو سچی فرقوں کی بائبلوں کے وہ تمام اختلافات درج کئے جائیں۔ کیونکہ اس کے لئے فرصت اور جگہ کی ضرورت ہے۔ اس لئے بطور نمونہ مشتے از خود اسے صرف ایک اختلاف ہی کا ذکر کافی سمجھتے ہیں۔ جن کو دیکھ کر ناظرین پر سچی لوگوں کی مذکورہ بالا پوچھ دلیل کا وہ دین بخوبی روشن ہو جائیگا۔

کتاب دانیال باب آیت ۲۴ رومن کیتھولک نسخہ میں یوں ہے۔

اور وہ شعلوں کے درمیان چلتے ہوئے خدا کی حمد کرتے اور خداوند کو مبارک کہتے تھے۔ مگر جب پرائسٹنٹ فرقہ کی بائبل سے دانیال باب کی ۲۴ آیت میں جو عبارت چھپی ہے۔ دیکھی جائے تو وہ یہ نظر آتی ہے کہ

اس وقت چونکہ نصر بادشاہ سراسیمہ ہوا۔ اور اس نے جلد اٹھ کر اہل کالیم دولت سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا چھتے تین شخصوں کو بندھو اگر آگ کے درمیان نہیں ڈلویا یا انہوں نے جواب میں کہا۔ اسے بادشاہ سچ ہے۔

اس اختلاف کا یہ مطلب نہیں کہ پرائسٹنٹ نسخہ کی یہ عبارت رومن کیتھولک نسخہ میں نہیں یا رومن کیتھولک نسخہ کی اول الذکر عبارت پرائسٹنٹ نسخہ میں نہیں۔ ہیں تو دونوں ہی ان دونوں نسخوں میں۔ مگر مختلف مقامات پر کیونکہ جب پرائسٹنٹ نسخہ کی آخر الذکر عبارت رومن کیتھولک نسخہ میں تلاش کریں۔ تو وہ ہیں باب ۳ آیت ۲۴ میں نہیں بلکہ باب آیت ۹ میں ملے گی جس کا الفاظ دیگر یہ مطلب ہوا کہ رومن کیتھولک نسخہ میں پرائسٹنٹ بائبل سے چھپا نسخہ آیات ۱ تا ۷ درج ہیں یا یوں کہہ لیں

شخصوں کو لپٹا آتی گنجائش نہیں کہ ان آیات کو منتقل کیا جائے۔ (احدی ہاجر)

کہ دانیال باب میں چھپا نسخہ آیتیں پرائسٹنٹ لوگوں کے نسخہ میں رومن کیتھولک نسخہ کے اظہار سے کم ہیں۔ اور یہ آٹھویں چھپا نسخہ آیتوں کی کمی بیشی کس بات کی منظر ہے؟ اسی کی اور بے شک اسی کی کہ بائبل میں تحریف ہوئی۔ اور لاریب ہوئی۔ کیونکہ رومن کیتھولک نسخہ میں جو ۶ آیتیں زمانہ دراز سے روم چلی آتی ہیں۔ وہ بعد میں پرائسٹنٹ لوگوں نے نکال ڈالیں۔ اور یہ نکال ڈالنا ہی تحریف کہلاتا ہے۔

باقی رہا یہ کہ رومن کیتھولک اور پرائسٹنٹ ایک دوسرے کے خلاف بہت کچھ لکھتے رہے مگر تحریف کا اعتراض کسی نے بھی ایک دوسرے پر نہیں کیا۔ سو اس کے متعلق ہی ہم ایک حوالہ بتلا دیں۔ تاکہ آئندہ اس طور کی پچھچھسی اور بے بنیاد باتیں کہنے کی جرأت نہ کی جاسکے۔

ایک کتھولک عالم پرائسٹنٹ لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ دو آپکا بائبل کل اہامی کتابوں کا مجموعہ نہیں کیونکہ آپ کے ہادیوں صرف اپنی شخصی فیصلہ و شخصی نفرت کے قاعدہ سے بعض کتابوں کو رد کیا۔ اور بعض آیکو دیں۔ قریناً سارے تین سو برس ہو چکے ہیں جب یہ فریب برپا کیا گیا۔ پھر آپ نے ابھی تک انہیں پہچاننا نہ سیکھا ہے؟ (صفحہ ۲۷)

اس طرح صدیوں سے کاتھولک نسخہ ہے ہی کہ پرائسٹنٹ لوگوں بائبل سے بہت کچھ نکال ڈالا مگر یہ ایک کرمخالطہ میں ڈالنے کیلئے نہایت ڈھٹائی سے لکھ دیا جاتا ہے۔ کہ عیسائیوں کے کسی فرقہ نے ہی اپنے نسخے میں فرقہ پرستی کی بیشی اور تحریف کا الزام نہیں لگایا۔ لیکن چھتے نہ صرف اس قسم کا الزام ہی لگا ہوا دکھا دیا۔

بلکہ خود ان دو فرقوں کی بائبلوں سے ہی ایک عظیم الشان اختلاف ظاہر کر دیا۔ جو اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ بائبل کو غیر حروف ثابت کرنے کے لئے عیسائیوں کا قولہ بالادیل دینا اپنے اندر شکر بھر بھی صداقت نہیں رکھتا

پس جب پادری صاحبان کی پیش کردہ دلیل لٹ گئی۔ تو ساتھ ہی بائبل کا حرف اور تبدیل ہونا بھی آفتاب نیم روز کی طرح ثابت و ظاہر ہو گیا۔

(فصل سین احمدی ہاجر قادیان)

آریہ کانفرنس

۱۹۱۱ء میں بمقام آباد آریوں کی ایک کانفرنس ہوئی تھی جسکے پریسیڈنٹ شرومانند جی تھے۔ اس کی دوسرے دن کی کاروائی آریہ سالہ اندر پانچ سالہ میں طبع ہوئی تھی۔ اس میں سے چند اقتباسات تاثرین فاروق کی معلومات کے لئے ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔ اس کانفرنس میں یہ سوال پیش ہوا تھا کہ ویدک دھرم کے پھیلانے میں کیا کیا رکاوٹیں ہو رہی ہیں۔ اس سوال کے جواب میں مختلف آریہ ہاشوں نے جو اظہار خیالات فرمایا۔ وہ یہ ہے۔

اپدیشک گرہ ہے میں ریس نے بیان کیا کہ جو رکاوٹیں وید پرچار کے راستہ میں دیکھی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک رکاوٹ یہ ہے کہ آج کل جو ہمارے اپدیشک ہیں۔ وہ ایسے نہیں ہیں کہ اپنے اپدیشوں (لیکچروں) کے سننے والوں میں کوئی شردہا (دیکھی و کشش) پیدا کر سکیں۔ اس لئے کہ وہ اپنے کو تو یہ کا خود پالن نہیں کرتے دیکھنے خود پالند ویدک دھرم نہیں ہوئے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک اپدیشک (لیکچر) لمبی لمبی تقریریں کرتا ہے بہت اچھا سُن دیتا ہے۔ تو ہمارا دل بہت خوش ہوتا ہے لیکن جب ہم اس کی پرائیویٹ زندگی پر نظر مارتے ہیں۔ اور اس کو گراہو دیکھتے ہیں۔ تو ہماری تمام شردہا دور ہو جاتی ہے اپدیشکوں کی کمزوریاں اچھے و غلوں کو موثر نہیں بننے دیتیں۔ دوسری رکاوٹ

یہ ہے کہ آریہ پرتی نہ ہی سبھائی (کارکن انجمنیں) انصاف کا خون کر دیتی ہیں۔

منگل دیو جی سادھو فرماتے ہیں۔ آریوں میں باہمی کہ ایک رکاوٹ یہ ہے کہ محبت و اتحاد نہیں ہمارے آپس میں (اعمال) اچھے

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ پرچہ آپ کی خدمت میں بطور نمونہ اس لئے پیش کیا جاتا ہے کہ آپ اگر اس کے پہلے سے خریدار نہیں ہیں۔ تو اب خریداری منظور فرمائیں۔ اور اگر آپ خریدار ہیں۔ تو دیگر احباب کو خریداری کی تحریک فرما کر خریدار بنائیں تاکہ آپ کو تبلیغ سلسلہ اور خدمت اسلام کا ثواب عظیم حاصل ہو۔ پانچویں کی تعداد پوری کر دیں (میلینج)

انہیں ہیں۔ ہم کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ اسی لئے ہماری باتوں کا اثر نہیں ہوتا۔ دوسرے سماج میں پریم (یا ہمہ محبت) کی کمی ہے۔ بھائی بھائی کا دشمن بن رہا ہے۔ ایک دوسرے کو بدنام کیا جاتا ہے۔ انگریزی پڑھے ہوئے سنسکرت دانوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور سنسکرت پڑھے ہوئے

انگریزی دانوں کو برا سمجھتے ہیں۔ سبھاسدول (ممبران آریہ سماج) کا بھی یہی حال ہے۔ جو اپدیشک (تبلیغ) رکھے جاتے ہیں۔ وہ نیچے ہوتے ہیں۔ پنڈت نند کثور جی فرماتے ہیں کہ ایک رکاوٹ والا نہیں ہے۔ یہ ہے کہ

آریہ سماج میں کوئی آچار (اُستاد) نہیں ہے۔ کہتے تو ہم ہیں۔ کہ وید کا پرچار ہو۔ مگر ہم میں کوئی بھی ایسا نہیں۔ جو چاروں وید جانتا ہو۔ کوئی شتو دیوی کا ترجمہ سنچ کر تاتا ہے۔ کوئی اس کو آچمن کا منتر بتاتا ہے۔ کوئی کسی طرف کھینچتا ہے۔ کوئی کسی طرف۔ اب پرچار (تبلیغ) کن معنوں کا کیا جاوے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک ہاشندہ تو ایک وشنے (مضمون) پر لیکچر دیتے ہیں۔ اور منڈن کرتے ہیں۔ مگر دوسرے ہاشندہ اس کا کھنڈن (رد) کر جاتے ہیں۔ اس طرح الگ الگ منڈلیاں بن جاتی ہیں۔

پریس کی حاجت اب اسے دیکھل فرماتے ہیں۔ کہ یہ کانفرنس چونکہ اپنے ہی بھائیوں کی ہے۔ اس لئے میں ذرا آزادی سے بولوں گا۔ مجھے معاف کیا جاوے۔ اگر میں یہ کہوں۔ کہ آریہ سماج اپدیشک (تبلیغ) بالکل بے سُر رانگ لاپنے کے عادی ہیں۔ وہ مطلب کی بات بہت کم کرتے ہیں۔ اور اکثر ذاتی حملوں پلیٹ فارم توڑتے دیکھے جاتے ہیں۔ مجھے آج یہ معلوم کر کے بڑا ہی دکھ ہوا کہ ایک اپدیشک دوسرے ہاشندہ کے ساتھ بحث میں تنگ آکر اس کے جانے مارے۔

ہمارے پریس کمیالت بہت خراب ہے۔ ایک آدمہ اخبار کو چھوڑ کر ہم میں کوئی ایسا اخبار نہیں ہے کہ جو غیر آریہ سماجی کے ہاتھ میں نہ لے سکیں ہمارے اخبارات میں اکثر مضامین ذاتی جھگڑوں یا فضول بحث مباحثوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ ہم پر مبنی کرتے ہیں۔

یہ ہے کام دنیا کو آریہ بنانے والوں اور جہان بہر میں جبرک دھرم کا جھنڈا لگانے والوں کے حالات و افلاق جن کا وہ خود اظہار کرتے ہیں۔ عبرت۔ عبرت۔

قادیان میں سکنی زمین

قادیان شریف میں مسجد نور سے ایک منٹ کے فاصلہ پر قابل فروخت اراضی موجود ہے یہ اراضی مسجد نور کے شمال اور مغرب کی طرف واقع ہے۔ پورڈنگ ہائی سکول اور جگہ بھی نہایت قریب متصل کوٹھی صدر انجمن احمدیہ بریلبرک کے قیمت فی مرلہ بیش روپے ہی جب قدر قطعاً مکان بنانے کے مطلوب ہو سکے ہیں راستہ کیلئے۔ فٹ کی گلی ہر دو کناں بعد دی جائیگی۔ یہ باموقع زمین کو خواہش مند احباب بہ ذیل نئی خط و کتابت کو گفت شتو کریں اور موقع کو ہاتھ نہ جانیں۔ ایک ۱۵۰۰۰ = ۲۵۰۰۰ فٹ بھا ہوتا ہے۔

المتصفحہ خالسا قاسم علی ایڈیٹر فاروق فیاض صاحب گوراسپور پنجاب

۳۰ اپریل ۱۹۲۸ء تک فاروق بک بکچنی قادیان کی کل کتب عاریتی قیمت میں محصول لاک پندرہ

نام کتاب	نام کتاب	نام کتاب	نام کتاب
سلسلہ کی کتابیں	عشرہ سوالات کے جوابات	کے سابقہ عقائد جن میں حضرت مسیح موعود کی نبوت	درسات حقیقی کا اقرار ہے۔۔۔
تبلیغ رسالہ جلد پنجم و ششم کے جلد اول۔ دوم۔ سوم۔ چارم۔ پنجم۔ ششم۔ ہفتم۔ اٹھواں۔ نویں۔ دسواں۔ ان جلدوں میں حضرت مسیح موعود کے کتابیاب اشتہارات کے غلط سے لیکر شدت تک تصحیح کر دی گئی ہیں	جن کا جواب انکے خیال میں سلسلہ احمدیہ نہیں دے سکتا تھا۔ انکے مکمل مفصل اور مدلل ایسے جواب لکھے گئے ہیں کہ انشاء اللہ قیامت تک بھولنے کے چند نسخے باقی ہیں۔ جلد ننگاؤں بہتر کتاب ہے۔۔۔	ہدایات زہدین۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ	۲۰
صداق کلمات مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے رسالہ قریم کا مسکت و دندان شکن جواب	۱۳۰۰	احمدی کو جو شوق تبلیغ رکھتا ہے۔ اس ہدایت نامہ کا ہر وقت اپنی جیب میں رکھنا ضروری ہے اور اس کے مطابق تبلیغ کرنے سے کبھی ناکامیابی نہیں ہوگی حضور کی خواہش ہے کہ ہر ایک احمدی خواندہ اس پر عمل کرے۔۔۔	۱۰
مرقع ثنائی مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا دوسرا جلد	۳۰۰	تصدیق کلام ربانی تہذیبوں کے ایک رسالہ نہایت گندہ و گستاخانہ کی کہانی نامہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ لکھا تھا۔ اس کا نہایت قابل دید اور لائق تنبیہ جواب جس میں بڑے بڑے فلاسفر اور عیسائی مصنفوں کی قلم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اعلیٰ کا ثبوت نقل کیا گیا ہے اور آئیوں کے کل اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔	۸
فیصلہ خدائی برمسلمات ثنائی امرتسری کے مسلمات پر خدا نے جو آخری فیصلہ فرمایا کہ ثناء اللہ زندہ رکھ کر حضرت مسیح موعود کی صداقت کو ثابت کر دیا اس کی مکمل بحث اور اس کے ساتھ حضرت اقدس کے اصلی خط کا عکس تا کہ شامل کیا گیا ہے۔	۸۰	چودھویں صدی کا یہودی مولوی ثناء اللہ نے ایک رسالہ چودھویں صدی کا مسیح شایع کیا تھا اس کے مقابلہ میں یہ رسالہ امرتسری کی شان میں لکھا گیا۔	۵
علماء و خلف۔ ندوۃ العلماء نے علماء و سلف نام سے ایک کتاب شائع کی جس میں گزشتہ علماء کے اخلاق اور دینداری کے نمونے پیش کئے گئے تھے۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اس کتاب کا مصرع ثنائی علماء و خلف کے نام سے لکھ کر موجودہ علماء کی بیداری اور اشتہار توں اور اخلاقوں کا صحیح قیاس و انداز پیش کر کے دکھا دیا۔ کہ یہ سلف جن کے وہ تھے خلف انکے یہ ہیں۔۔۔	۲۰	احمدی نمبر اول یہود و نصاریٰ کے ساتھ غیر احمدی علماء کی مماثلت حسب پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کی گئی ہے۔۔۔	۲۰
ثنائی قرار اور مباہلہ سے انکار حضرت اقدس مسیح موعود نے جب امرتسری کو مباہلہ کیلئے لکھا۔ امرتسری نے ہمیشہ انکار کیا۔ اور فرما دیا کہ کبھی اس فیصلہ کی طرف نہ آیا۔ اس رسالہ میں دلچسپ حالات ثناء اللہ صاحب کے ہیں۔۔۔	۸۰	بک حقیقت محمد علی مزنگیری علیہ السلام کو مریدوں کے ایک سادہ کا جو حضرت اقدس کے خلاف شایع ہوا تھا۔ تحقیقی جواب۔۔۔	۲۰
۱۰۰	۱۰۰	تنبیہ صحیح فرقہ بابیہ نے ایک رسالہ سلسلہ احمدیہ کے خلاف لکھا کہ یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی تھی کہ ہمدی مسیح وجود میں ایک علی محمد باب اور دوسرا ابدا و اللہ۔ اس کے جواب میں مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ دمشق نے یہ جواب رسالہ لکھا ہے جس کی تردید بابیوں سے نہ ہوگی۔ بابی مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے یہ رسالہ عجیب ہے۔	۸۰
۱۰۰	۱۰۰	اوقات الباطل مولوی محمد علی صاحب امیر پنجاہ	۱۰۰
۱۰۰	۱۰۰	دہر و پال کا کچا چٹھا قابل دید ہے۔	۱۰۰

فاروق بک بکچنی قادیان کی کل کتب عاریتی قیمت میں محصول لاک پندرہ

ملنے کا پتہ ملیر فاروق بک بکچنی قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)